روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 22مارچ 2010ء 5ربیع الثانی 1431 ہجری 22/امان 1389ہش جلد 60-95 نمبر 64

وفات کی خبر

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔’’لالہ بھیم سین صاحب کو جو سیالکوٹ میں وکیل ہیں۔ایک مرتبہ میں نے خواب کے ذریعہ سے راجہ تیجا سنگھ کی موت کی خبر پا کران کو اطلاع دی کہ وہ راجہ تیجا سنگھ جن کو سیالکوٹ کے دیہات جاگیر کے عوض میں تحصیل بٹالہ میں دیہات مع اس کے علاقہ کی حکومت کے ملے تھے،فوت ہو گئے ہیں اورانہوں نے اس خواب کو سن کر بہت تعجب کیا اور جب قریب دو بجے بعد دوپہر کے وقت ہوا تو مسٹر پرنسب صاحب کمشنر امرتسر ناگہانی طور پر سیالکوٹ میں آ گئے اورانہوں نے آتے ہی مسٹر مکنیب صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کو ہدایت کی کہ راجہ تیجا سنگھ کے باغات وغیرہ کی جو ضلع سیالکوٹ میں واقع ہیں بہت جلد ایک فہرست طیار ہونی چاہئے کیونکہ وہ کل بٹالہ میں فوت ہو گئے۔تب لالہ بھیم سین نے اس خبر موت پر اطلاع پا کر نہایت تعجب کیا کہ کیونکر قبل از وقت اس کے مرنے کی خبر ہوگئی اور یہ نشان آج سے بیس برس پہلے کتاب براہین احمدیہ میں درج ہے۔

﴿تریاق القلوب روحانی خزائن جلد15صفحہ 256-257﴾

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

۱۶۱۔نشان۔ جب لیکھرام قتل کیا گیا تو آریوں کو میری نسبت شک واقع ہوگیا کہ اُن کے کسی مُرید نے قتل کیا ہے۔چنانچہ میری خانہ تلاشی بھی ہوئی اور بعض (۔) نے اپنی عداوت کی وجہ سے اپنے رسالوں میں یہ شائع کیا کہ پیشگوئی کرنے والے سے لیکھرام کے قتل کی نسبت پوچھنا چاہئے اُس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا۔**سلامت برتو اے مردِ سلامت** اور وہ اشتہار جس میں یہ الہام تھا شائع کر دیا گیا۔تب باوجود مخالفوں کی سخت کوشش کے خدا تعالیٰ نے (۔) تہمتوں سے مجھے بچالیا اور اُن کے مکر اور فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا۔......میری جماعت کے بہت سے آدمی اس کے گواہ ہیں۔

۱۶۲۔نشان۔ جب میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے خون کا مقدمہ دائر ہوا اُس مقدمہ کے بارے میں ایک تو یہ نشان تھا کہ خدا نے اُس مخفی بلا سے پہلے مجھے اطلاع دی کہ ایسا مقدمہ ہونے والا ہے اور پھر یہ بھی اطلاع دے دی کہ آخر بریّت ہے اور جب اس پیشگوئی کے مطابق وہ بلا ظاہر ہوگئی اور ڈاکٹر مارٹن کلارک نے میرے پر خون کا مقدمہ دائر کر دیا اور گواہوں نے ثبوت دے دیا اور مقدمہ کی صورت خطرناک ہوگئی تو مجھے الہام ہوا **مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلّت اور اہانت**۔پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا اتفاق ہوا کہ مخالفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور عبدالحمید جو خون کرنے کا مخبر تھا اور میری نسبت یہ الزام لگاتا تھا جو مجھے خون کرنے کے لئے بھیجا ہے اُس نے دوسرے مخالفوں سے الگ ہو کر سچ سچ حالات بیان کر دئے جس سے میں بَری کیا گیا اور مدعی کے ایک معزز گواہ کو کچہری میں ذلت اور اہانت بھی دیکھنی پڑی اور اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔شکر کا مقام ہے کہ اس پیشگوئی اور بریّت کی پیشگوئی کے تین سو سے زیادہ گواہ ہیں۔

۱۶۳۔نشان۔ ایک (۔) نے کتاب نبراس تالیف صاحب زمرّد کا حاشیہ لکھتے ہوئے میرے حق میں ان الفاظ سے بددعا کی ......یعنی خدا اس شخص مرزا غلام احمد اور اُس کے گروہ کو توڑ دے سو ابھی حاشیہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ وہ (۔) مع اپنے مددگار بھائی نور محمد کے جو دونوں پسران (۔) تھے مر گیا۔مجھے خدا نے تین بیٹے اور دئے۔

﴿حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22ص374﴾

داخلہ ششم تا نہم

(اردو میڈیم ہائی سکول نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

اردو میڈیم ہائی سکول نصرت جہاں اکیڈمی دارالنصر غربی ربوہ میں جماعت ششم کا داخلہ شیڈول درج ذیل ہے۔

فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 28 مارچ 2010ء

داخلہ ٹیسٹ 4/اپریل 2010ء کو صبح 7:30 بجے

انٹرویو 5/اپریل 2010ء کو صبح 7:30 بجے

10/اپریل کو کامیاب ہونے والے طلباء کی لسٹ لگا دی جائے گی۔ 11-12/اپریل کو واجبات جمع ہوں گے اور 13/اپریل سے کلاسز کا باقاعدہ آغاز ہو جائے گا۔

جماعت ہفتم، ہشتم اور نہم میں بھی محدود نشستوں پر داخلہ کیا جائے گا۔داخلہ کے خواہشمند طلباء 5/اپریل تک داخلہ فارم جمع کروادیں۔6/اپریل کو ان کا داخلہ ٹیسٹ ہوگا۔کامیاب طلباء کی لسٹ 10/اپریل 2010ء کو لگا دی جائے گی۔ 11-12/اپریل کو واجبات جمع ہونگے اور 13/اپریل 2010ء سے کلاسز کا باقاعدہ آغاز ہوگا۔

نوٹ :داخلہ فارم کے ساتھ 2 عدد پاسپورٹ سائز تصاویر اور سکول لیونگ سرٹیفکیٹ لف کریں۔ ٹیسٹ اردو، انگلش اور ریاضی کے مضامین کا ہوگا۔ہر کلاس کا داخلہ ٹیسٹ اس کی پچھلی کلاس کے سلیبس میں سے لیا جائے گا۔داخلہ فارم دفتری اوقات میں ادارہ سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی اردو میڈیم ربوہ)

ضرورت ٹیچر

نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول ربوہ میں انگلش کے مضمون کے لئے خواتین اساتذہ کی ضرورت ہے۔

تعلیمی قابلیت M.A (Eng)

B.A (Eng Literature)/ B.Ed

براہ مہربانی مندرجہ بالا تعلیمی قابلیت رکھنے والی خواتین جو خدمت کا جذبہ بھی رکھتی ہوں جلد سے جلد اپنی درخواستیں اور تعلیمی دستاویزات محلّہ کے صدر کی تصدیق کے ساتھ ادارہ میں جمع کروائیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول ربوہ)

تبصرہ

تلقین عمل

شائع کردہ: نظارت صنعت وتجارت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
مطبع: بلیک ایرو پرنٹنگ پریس لاہور
ضخامت: 476 صفحات

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو جائز اور سود کو حرام قرار دیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے ہاتھ سے کمانے والے کو اللہ کا دوست اور ہاتھ کی محنت، دستکاری اور صاف ستھری تجارت کو بہترین ذریعہ معاش فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا اللہ تعالیٰ ماہر دستکار اور ہنر مند مومن کو پسند کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح محنت کی کمائی بھی فرض ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم اور احسان کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو خلافت احمدیہ جیسی نعمت عطا ہوئی ہے یہ ایسا سائبان ہے جس کے سائے میں رہتے ہوئے ہم ہر لحاظ سے تربیت اور ترقیات کے مراحل طے کرتے جا رہے ہیں۔ خلیفۃ المسیح اپنی دعاؤں اور ارشادات کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں نور پھیلاتے چلے جا رہے ہیں۔ چاہے وہ دینی معارف ہوں یا دنیاوی صنعت و تجارت کے معاملات سب موضوعات اس عظیم ہستی کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ صنعت، تجارت، کاروبار، لین دین اور دیگر کاروبار زندگی کے بارے میں دینی نکتہ نظر ایک جگہ یعنی کتابی صورت میں جمع ہو جس میں ان شعبہ ہائے زندگی کے ہر پہلو پر دینی تعلیمات سامنے آئیں اور اب بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نظارت صنعت وتجارت نے انتھک محنت اور لگن کے ساتھ ایک ایسی کتاب تیار کی ہے جس میں آیات قرآنی، احادیث نبویہ، حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کے قیمتی اور پُر معارف ارشادات قرینے اور خوبصورتی سے سجائے گئے ہیں۔ زیر نظر کتاب تلقین عمل اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے جس میں دینی نقطہ نظر اور جماعتی تقاضوں کو مدنظر رکھ کر خلفاء سلسلہ نے جو ہدایات افراد جماعت کو دنیاوی طور پر عظمت وترقی کے حصول کیلئے فرمائی ہیں وہ یکجائی صورت میں پیش کی ہیں۔

اور واقعی آج کے زمانہ میں اس کی بہت ضرورت تھی کہ احباب جماعت کو یہ قابل عمل وقابل تقلید ارشادات تحریکات اور احکامات ایک جگہ مل جائیں۔ اس کتاب کا پیش لفظ مکرم ومحترم سلیم الدین صاحب ناظر صنعت وتجارت نے لکھا ہے۔ اس سے قبل خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے بابرکت سال میں نظارت ہذا احمدی تجار کے پتہ جات اور فون نمبر پر مشتمل ایک بزنس ڈائریکٹری بھی شائع کرچکی ہے۔ نیز اس سال www.sanat-o-tijarat.org کے نام سے نظارت کی ایک آفیشل ویب سائٹ بھی موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں یاد رکھو کہ خدا کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ تم دنیا کو بالکل ترک کردو بلکہ اس کا جو منشاء ہے وہ یہ ہے کہ قد افلح من زکھا (الشّمس : 10) تجارت کرو، زراعت کرو، ملازمت کرو اور حرفت کرو، جو چاہو کرو مگر نفس کو خدا کی نافرمانی سے روکتے رہو اور ایسا تزکیہ کرو کہ یہ امور تمہیں خدا سے غافل نہ کردیں۔ پھر جو تمہاری دنیا ہے وہ بھی دین کے حکم میں آجاوے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں۔

خدا کی یاد ساری کامیابیوں کا راز اور ساری نصرتوں اور فتوحات کی کلید ہے۔ (دین) انسان کو بے دست وپا بنانا یا دوسروں کے لئے بوجھ بنانا نہیں چاہتا۔ عبادت کے لئے اوقات رکھے ہیں جب ان سے فارغ ہوجاوے پھر اپنے کاروبار میں مصروف ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ان کاروبار میں مصروف ہو کر بھی یاد الٰہی کو نہ چھوڑے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں طبعاً اس بات کا خواہش مند ہوں اور ہر ایک وہ شخص جو احمدیت سے تعلق رکھتا ہے اس بات کا خواہش مند ہونا چاہئے کہ یہ جماعت ترقی کرے، دین میں بھی اور دنیا میں بھی اور اس کی ترقی کے لئے جس قدر بھی جائز اخلاق کے اندر ذرائع ہوں وہ استعمال کئے جائیں۔ کوئی مذہب اس خواہش سے نہیں روکتا۔ یہ خواہش مجھ میں بھی ہے اور ہر ایک احمدی کے دل میں بھی ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں اگلی نسل میں ہمت اور عزم ہونا چاہیے اور نوکریوں کی طرف جانے کی بجائے دوسرے کاموں مثلاً تجارت اور زمینداری کی طرف جانا چاہئے یہ بھی صحیح ہے کہ بعض نوکریوں میں بھی جانا چاہئے کیونکہ ہر شعبہ زندگی میں ہم نے اپنا حصہ لینا ہے اور ہمارا حصہ تعداد کے مطابق نہیں، ہمارا حصہ ہماری عقل اور فراست اور دیانتداری کے مطابق ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ رازق ہے اس پر توکل کریں جتنا خدا دیتا ہے وہ قبول کریں اور اگر آپ خدا کی خاطر بددیانتی سے باز رہیں گے، منافع کو مناسب رکھیں گے اور حسن اخلاق سے پیش آئیں گے بلکہ اگر کوئی شخص غلط چیز لے گیا ہے اور واپس کرنے آیا ہے تو باوجود اس کے کہ آپ کا دستور نہیں آپ واپس لینا قبول کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے افعال میں برکت دے گا اور آپ کے نقصان کو بھی فائدے میں بدل دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور پیدا کر کے پھر چھوڑ نہیں دیا، رزق عطا کیا ہے۔ وہ رزق عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے وہ اپنی تمام مخلوق کو رزق دیتا ہے جو جانور ہیں ان کو بھی رزق دیتا ہے جو پرندے ہیں ان کو بھی رزق دیتا ہے تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے تو تمہیں بھی رزق دے گا اگر اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرو گے۔

زیر تبصرہ کتاب میں محنت کی عظمت، لین دین، ماپ تول، تجارت، سود کی ممانعت اور نقصان، دکانداری کے اصول، قرض، صنعت وحرفت، اقتصادی ترقی، بے کاری، ہر پیشہ کی عزت، زمینداری کے فوائد، دیانتداری، قادیان میں تجارت، ہاتھ سے کام کرنے کی فضیلت، ذیلی تنظیمیں اور روزگار کی فراہمی، تعلیم یافتہ پیشہ ور کے لئے ترقی کے مواقع، تجارتی تنظیم کی ضرورت، صنعتی ترقی، ٹریڈ، انڈسٹری اور سائنس میں تمام دنیا سے آگے نکلنے کی تلقین، شراب کے کاروبار کی ممانعت، بے کاری ختم کرنے کی ہدایت، دنیا کے معاشی بحران کی موجودہ صورتحال اور حقیقی منافع وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جیسے بے شمار موضوعات پر دینی تعلیمات کھول کر بیان کی گئی ہیں۔

اس بہترین کاوش پر نظارت صنعت وتجارت انجمن احمدیہ پاکستان مبارکباد کی مستحق ہے یہ کتاب کاروباری حضرات کے علاوہ ہر احمدی کے استفادہ کے لئے ہے۔ (ایف۔شمس)

☆......☆......☆

غزل

اس شہر میں چلی ہے یہ رسمِ وفا جُدا
خوشبو کو لوگ دیتے ہیں معنی جدا جدا

کاسہ ہو دست دل میں نہ لب پر سوال ہو
حسنِ طلب کو چاہئے طرز ادا جدا

کب تک تو میرے دامِ وفا میں نہ آئے گا
کب تک ہمیں رکھے گی تمہاری انا جدا

مسموم کر دیا اسے گل چیں نے اس قدر
اب اس چمن کو چاہئے بادِ صبا جُدا

رہتا ہے نغمہ ریز ہی طائر قفس میں بھی
یہ اور بات ہوتی ہے طرزِ نوا جدا

یا آ بسا ہے کوئی یا پھر چل دیا کوئی
محمود کچھ دنوں سے ہے دل کی صدا جدا

مبشر احمد محمود

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع: ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ قیمت 5 روپے

مکرم ماجد احمد خان صاحب

میرے ماموں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

قادیان میں مصلح موعود کا نمائندہ۔ غمزدوں کا غمگسار

29 اور 30 اپریل 2007ء کی درمیانی شب پچھلے پہر کا وقت تھا۔ چند گاڑیوں کا ایک قافلہ بٹالہ سے ہوتا قادیان کی بستی میں داخل ہونے کو تھا۔ کار میں ساتھ بیٹھی بچیوں کے وجود بکھرنے لگے تھے۔ گاڑی کی روشنی میں قادیان کے گھر نظر آنے لگے۔ اور پھر لوگوں کا ہجوم، اس قدر خاموشی زندگی گویا تھم گئی ہو۔ یہ سب اپنے بزرگ اور غمگسار کے استقبال کے لئے سر جھکائے کھڑے تھے۔ ان کا غمگسار، دکھ سکھ کا ساتھی آج ان سے جدا ہو گیا تھا۔ ذہن کو کچھ تسلی تو تھی کہ اپنے پیارے کے پاس چلا گیا ہے۔ لیکن اس دل کا کیا کرتے جو سنبھالے نہ سنبھلتا تھا۔

اگلے دو روز بھی اسی کیفیت میں گزر گئے۔ میں نے سکھوں کو بھی روتے دیکھا اور ہندوؤں کو بھی۔ لوگ بھی کیا کرتے، شہزادہ جو تھا۔ مسیح آخر زماں کی نسل کا۔ جو تمام عمر بلا لحاظ مذہب لوگوں کی دلداری کرتا رہا۔ پھر وہ گھڑی بھی آن پہنچی جب ایک جمِ غفیر اس شخص کے جسدِ خاکی کو کندھا دیئے اس کو آخری سفر پر لے چلا۔ روح کے موسم کی شدت مئی کی گرمی کو ٹھنڈا کئے دیتی تھی۔ جنازے پر، کیا سکھ، کیا ہندو سب موجود تھے۔ اب وقت تھا کہ مسیح آخر موعود کے شہزادے کو اُسی کے قدموں میں دفنا کر امانت واپس کر دی جائے۔ جو تمام عمر چہرے پر مسکراہٹ سجائے سب کے غم بانٹتا رہا۔

خاکسار کی شادی جنوری 1979ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی منجھلی بیٹی سے ہوئی۔ شادی سے پہلے وہ ہمارے قادیان والے ماموں تھے اُن کے قریب رہنے کا موقع ملا تو وہ رشتے کے ماموں سے ہمارے ماموں لگنے لگے۔ پھر یہ تعلق اتنا بڑھا کہ آج اس بے ترتیب سی تحریر کا عنوان بھی میرے ماموں کے سوا کچھ نہ سوجھا۔ ایسے بچے کی طرح جو اپنی محبت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

60 سال پہلے قرعہ نکلنے پر یہ 20 سالہ نوجوان قادیان گیا تھا۔ حضرت مصلح موعود کا حکم تھا کہ میرے تمام بیٹے اپنی باری پر قادیان میں تین ماہ کا وقت گزاریں گے۔ جب اس نوجوان کے قادیان میں تین ماہ پورے ہونے لگے تو ایک رات جائے نماز اُٹھا کر دارالمسیح کے ایک کمرے میں چلا گیا۔ کئی گھنٹے گریہ وزاری میں گزار دیئے۔ خدا سے قادیان مانگ رہا تھا۔ اے خدا مجھے قادیان سے نہ جانے دینا۔ دعا سے سر اُٹھایا تو تسلی ہوئی۔ اگلے روز ہی بھارت اور پاکستان میں قافلوں کا آنا جانا رک گیا۔ حضرت مصلح موعود کا ارشاد موصول ہوا کہ تم اب قادیان میں ہی رہو۔ وہ قادیان کا ہو چکا تھا۔ اور قادیان اُس کا۔

ماں باپ نہ بہن بھائی کچھ بھی تو یاد نہ رہا۔ خدا نے دُعا سن لی تھی۔ مسیح زماں کی اولاد میں سے مصلح موعود کے اس بیٹے کو اپنی تمام زندگی اس بستی میں رہنے کی سعادت عطا ہوئی۔ چند سال ہوئے ایک محفل میں کسی نے پوچھا کہ آپ اپنی والدہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں، فرمانے لگے جب قادیان میں اکیلا تھا تو والدہ بہت یاد آتی تھیں۔ میں نے ذکر کرنا ہی چھوڑ دیا تا کہ اتنی یاد نہ آیا کریں۔ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگے کہ پھر یہ عادت سی ہو گئی۔

اپریل 1952ء کا واقعہ ہے۔ ماموں کی شادی کو ابھی چار پانچ روز ہی گزرے تھے کہ ممانی کو لے کر کسی کام سے شیخوپورہ گئے۔ کام کے بعد واپس ربوہ کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں ربوہ سے ایک اور گاڑی آتی ہوئی نظر آئی۔ حضرت مصلح موعود کی جانب سے یہ حکم آیا تھا کہ وسیم ابھی اور اسی وقت واپس قادیان چلا جائے، حالات اب ٹھیک نہیں ہیں۔ اس حکم کو سنتے ہی گاڑی واپس لاہور کی جانب موڑ لی گئی۔ ممانی بتاتی ہیں کہ اس وقت ماموں کو صرف اس بات کا افسوس تھا کہ ابا جان (حضرت مصلح موعود) سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔ لاہور پہنچنے پر اطلاع ملی کہ حضور خود لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ حالات میں کچھ بہتری آنے پر ماموں کو چند روز لاہور میں مزید قیام کا موقع مل گیا۔ حضور بھی اُس وقت تک لاہور میں رہے جب تک ماموں قادیان کے لئے رخصت نہ ہو گئے۔ رخصت کرنے حضرت مصلح موعود خود ایئر پورٹ تشریف لے گئے اور جب تک جہاز نظروں سے اُوجھل نہ ہوا اسے دیکھتے رہے۔ فرض اور محبت میں فیصلہ اس مردِ خدا کے لئے کچھ مشکل بات نہ تھی۔ دل تو باپ کا تھا لیکن خدا نے اسے بہت بڑے کاموں کے لئے چنا تھا۔

حضرت مصلح موعود نے ماموں کو قادیان کے لئے رخصت کیا تو نصیحت فرمائی کہ جماعت سے خرچے کے لئے کبھی کچھ نہ لینا خدا تمہارا انتظام کرے گا۔ بعد میں حضرت مصلح موعود ایک لمبا عرصہ یہ انتظام خود فرماتے رہے۔ قادیان میں شروع کے دن بہت تنگ دستی کے تھے لیکن ماموں کو یہ نصیحت ہمیشہ کے لئے یاد ہو چکی تھی۔ ساری زندگی اس پر عمل کرتے رہے اور جماعت سے کوئی وظیفہ قبول نہیں کیا۔ اپنی آخری بیماری میں امرتسر علاج کے لئے روانہ ہونے لگے تو ممانی سے فرمایا کہ پیسے کچھ زیادہ رکھ لینا۔ ماموں کی وفات کے بعد جب ہسپتال کے بل ادا کرنے کا وقت آیا تو اُس لفافے میں اتنی ہی رقم تھی جتنا کہ ہسپتال کا بل۔ خدا تعالیٰ کو اپنا خرچ خود ادا کرنے کی ادا کچھ ایسے بھا گئی کہ کسی اور کو حصہ ڈالنے کا موقع نہ ملا۔

بیواؤں اور یتیموں پر ہر وقت شفقت کی نگاہ رہتی تھی۔ بہانے کی تلاش میں رہتے کہ کوئی موقع ملے ہر خوشی کے موقع پر دستور تھا کہ قادیان کی ہر بیوہ اور یتیم کے گھر جاتے اور چپکے سے لفافہ پکڑا دیتے ماموں کی وفات کے بعد کئی لوگوں نے گھر پر اس کا ذکر کیا۔ ایک خاتون روتے ہوئے کہنے لگیں میں تو اپنا بل میاں صاحب کے دفتر کی میز پر چھوڑ آتی تھی کبھی پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا کہ میاں صاحب کو ملا بھی کہ نہیں۔ اور کبھی ایسے نہیں ہوا کہ بل کی ادائیگی نہ ہوئی ہو۔

وفات کے چند روز بعد ماموں کی ذاتی الماری کھولی گئی۔ ایک خانہ میں لاتعداد لفافے پڑے تھے۔ ہر لفافے پر امانت رکھوانے والے کا نام اور رقم درج تھی۔ حتیٰ کہ ایک لفافہ ایسا بھی تھا جس میں 10 روپے تھے اور امانت رکھوانے والے کا نام لکھا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے دونوں بچوں کے نکاح 2005ء کے جلسہ قادیان کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھائے۔ نکاح کے بعد خاکسار نے ایک دعوت کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ ماموں نے ایک بڑی رقم کا لفافہ خاکسار کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ دعوت کے انتظام کے لئے ہے۔ میں نے عرض کی ماموں یہ تو بہت زیادہ ہیں۔ کچھ بولے نہیں صرف مسکرا دیئے۔ دعوت کے اخراجات کی ادائیگی کے بعد ایک بڑی رقم بچ گئی جو خاکسار نے ماموں کو لوٹا دی۔ اس وقت بھی کچھ نہ بولے اور صرف مسکرا دیئے۔ دو ماہ بعد پاکستان تشریف لائے تو واہگہ بارڈر پر کار میں بیٹھتے ہی وہی رقم کا لفافہ مجھے پکڑا کر کہنے لگے کہ اپنی امانت سنبھالو جو تم میرے پاس چھوڑ آئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اس قدر تھا کہ تمام زندگی اپنی جلسہ سالانہ کی تقریروں کا موضوع صرف سیرت النبیؐ اور ذکر حبیب رکھا۔ ماموں کی چھوٹی بیٹی نے اپنی پہلی تقریر کے لئے موضوع کے حوالہ سے استفسار کیا تو فرمانے لگے کہ تقریر صرف ذکرِ حبیب پر کرنا۔ اپنے بچوں کو حدیث پڑھاتے تھے بچے کہتے ہیں کہ ہمیں یاد نہیں کہ رسول اللہ کا ذکر آیا ہو اور ماموں کی آواز رندھ نہ گئی ہو۔

ہمسایوں کے تعلق کے حوالہ سے ماموں کی چھوٹی بیٹی (امتہ الرؤف) ایک واقعہ بیان کرتی ہیں۔ چھوٹا ہونے اور زیادہ عرصہ ساتھ ہونے کی نسبت سے یہ باقی اولاد سے کچھ زیادہ لاڈلی تھیں۔ کہتی ہیں ایک رات کو 10 بجے کے قریب میں اپنے کچن کی کھڑکی سے حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ کی بیٹی سے باتیں کر رہی تھی۔ اس وقت حضرت مولوی صاحب کے گھر سے کچھ کوٹنے کی آواز آئی۔ میں نے اپنی دوست سے کہا یہ کیا تمہارے گھر سے کوٹنے کی آواز آ رہی ہے۔ دوسرے کمرے میں ماموں موجود تھے جنھوں نے یہ بات سن کر یکدم اتنی زور سے ڈانٹا کہ وہ تمہارے ہمسائے ہیں نہ جانے کس ضرورت کے تحت کچھ کوٹ رہے ہوں گے۔ امتہ الرؤف کہتی ہیں میں نے ابا کو کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا۔ یہ خود گھبرا کر نماز پڑھنے لگیں۔ اور رو رو کر اللہ سے معافی مانگی کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ابا نے مجھے اتنا ڈانٹا ہو مجھ سے کوئی بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔

ممانی کہتی ہیں کہ دسمبر کے مہینہ میں پاکستان کے لوگوں کے ہاتھ خاندان حضرت مسیح موعود کی جانب سے فرمائشیں موصول ہوتی تھیں۔ جلسے پر کام کا بھی بہت رش ہوتا تھا۔ کہنے لگیں ایک دن میں نے کاموں سے گھبرا کر ماموں کو کہا کہ لوگ یہ بھی نہیں دیکھتے اتنی مصروفیت ہے۔ ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ ماموں نے میرے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر آگے بات کرنے سے منع کر دیا۔ کہنے لگے آگے کچھ نہ کہنا، یہ نہ ہو کہ تمہارے کہے گئے کسی لفظ سے خدا مجھے خاندان مسیح موعود کی خدمت سے محروم کر دے۔

نومبر 1965ء میں اپنے عظیم باپ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات کی خبر ریڈیو پاکستان سے ملی۔ نہ کوئی بہن بھائی پاس اور نہ ہی کوئی اور رشتہ دار کہ غم بانٹ سکیں۔ گھر افسوس کے لئے آنے والوں سے بھر گیا۔ لوگوں سے فرمانے لگے کہ یہ وقت افسوس کا نہیں جاؤ اور جا کر دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ یہ وقت جماعت پر آسان کر دے۔ پھر جون 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی وفات ہوئی۔ باہر سے آئے کچھ لوگ پاکستان جا رہے تھے کہ جنازہ میں شامل ہو سکیں۔ خود ویزہ نہ ہونے کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکتے تھے۔ بیعت کی بھی بہت جلدی تھی کہ کہیں پیچھے نہ رہ جاوں۔ خلافتِ رابعہ کا انتخاب ابھی ہوا نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (بغیر نام لکھے) کے نام بیعت کا خط لکھا۔ اپنے اور اپنے اہلِ خانہ کے دستخط کروائے اور پاکستان بھجوا دیا کہ جس کا انتخاب ہو اس کا نام لکھ کر دے دینا۔

خلافت سے عقیدت اور محبت کا واقعہ گو کہ تکلیف دہ لیکن اپنے اندر بیشمار جذبے سمیٹے ہوئے ہے۔ 1986ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے کسی شخص کی دفتری معاملے کی شکایت پر ماموں کو تین ماہ کے لئے خدمات سے سبکدوش کر دیا۔ ممانی کہتی ہیں کہ میرا ماموں کے ساتھ 55 سال کا ساتھ تھا لیکن میں نے ان کو کبھی اتنا پریشان نہیں دیکھا۔ دنوں، ہفتوں میں وزن گر کر آدھا رہ گیا۔ دل میں جانتے تھے کہ بیگناہ ہوں لیکن اپنے آپ کو گناہ گار سمجھ کر خلیفۃ المسیح سے معافی کے طلبگار رہے۔ جماعتی جلسوں میں شرکت

باقی صفحہ 5 پر

مکرم جلال الدین شاد صاحب

بندوں کے آگے نہیں خدا کے آگے جھکو

عبادت کے نتیجہ میں خدا نے پہلے سے بڑا عہدہ دے دیا

1987ء شروع سال کا واقعہ ہے کہ میں نیشنل بینک میں ملازم تھا اور شہر کی بڑی برانچ میں کام کر رہا تھا۔ ایک دن بینک کے زونل چیف نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں تمہیں شہر کی سب سے بڑی برانچ میں بطور مینیجر تعینات کرنے لگا ہوں کیا تمہارے مینیجر بننے سے برانچ کا کاروبار احسن طور پر چل سکے گا۔ میں نے انہیں یقین دہانی کرائی کہ اگر میں برانچ مینیجر لگ گیا تو برانچ اللہ کے فضل سے بہت زیادہ ترقی کرنے لگے گی چونکہ وہ ذاتی طور پر میری کارکردگی جانتے تھے اس لئے انہوں نے مجھے مینیجر بننے کے لئے اپنے دفتر میں کارروائی کا حکم دیا۔ دو تین دن میں کارروائی مکمل ہوگئی اور میرے بطور مینیجر سٹی برانچ سیالکوٹ آرڈر ٹائپ ہو کر زونل چیف صاحب کی میز پر دستخطوں کے لئے آ گئے۔ ساتھ اور بہت سے ایسے ضروری کاغذات تھے جس پر زونل چیف کے دستخط ہونے تھے۔ اسی اثناء میں بیرون شہر اور ہیڈ آفس سے بھی ڈاک آ گئی جو زونل چیف کی میز پر رکھ دی گئی۔ زونل چیف نے پہلے آمدہ ڈاک کھول کر دیکھنی شروع کر دی اور دستخط کرنے والی ڈاک کو بعد میں دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ جب زونل چیف ڈاک کھول کر دیکھ رہے تھے تو اسی ڈاک میں ہیڈ آفس کی طرف سے ان کی اپنی تبدیلی کے آرڈر آ گئے۔ انہیں بطور زونل چیف سیالکوٹ سے تبدیل کر کے لاہور تعینات کر دیا گیا تھا۔ جب انہیں اپنی تبدیلی کے آرڈر مل گئے تو انہوں نے مناسب نہ سمجھا کہ میری تعیناتی بطور مینیجر کے آرڈر پر دستخط کریں۔ انہوں نے مجھے دوبارہ دفتر میں بلا کر کہا کہ انہیں اپنی تبدیلی کے آرڈر مل گئے ہیں اور دو تین دن میں وہ سیالکوٹ سے فارغ ہو کر لاہور چلے جائیں گے۔ اگر وہ اب میرے آرڈر پر دستخط کر دیں تو نئے آنے والے زونل چیف کو حیرانی ہوگی کہ کیوں جاتی دفعہ انہوں نے سیالکوٹ کی سب سے بڑی برانچ کا مینیجر تبدیل کر دیا۔ انہوں نے مجھے کہا کوئی بات نہیں میں یہ آرڈر ابھی اسی طرح رکھتا ہوں اور نئے آنے والے زونل چیف سے بات کر کے انہیں آرڈر پر دستخط کرنے کے لئے کہوں گا کیونکہ تبدیلی محض بینک کی ترقی کے لئے کی جا رہی ہے۔ دو تین دن بعد نئے زونل چیف صاحب آ گئے اور انہوں نے زونل آفس کا چارج سنبھال لیا۔ چونکہ جانے والے زونل چیف انہیں میرے حق میں بہت سی باتیں کر کے انہیں سمجھا گئے تھے کہ بینک کی ترقی کے لئے مجھے بطور مینیجر وہاں تبدیل کیا جا رہا تھا۔ نئے زونل چیف نے مجھے ایک ملاقات میں بتایا کہ اگر وہ مجھے بینک مینیجر تعینات کر دیں تو وہ مجھ سے کیا توقع رکھیں کس حساب سے بینک کی ماہوار ترقی ہوگی کتنا بینک کا کاروبار بڑھے گا۔ میں نے انہیں ان کی توقع پر پورا اترنے کا یقین دلایا۔ وہ میری باتوں سے مطمئن ہو گئے اور مجھے کہا کہ آپ کل 4 بجے میرے پاس دفتر میں آ جائیں وہاں بیٹھ کر مزید باتیں کریں گے اور پھر اسی وقت وہ آرڈر پر دستخط کر دیں گے۔ میں حسب وعدہ دوسرے دن زونل آفس میں 4 بجے شام کو ان کو ملنے کے لئے پہنچ گیا۔ جب میں ان کے دفتر میں پہنچا تو دیکھا کہ ان کی سٹاف کی طرف سے چائے کی دعوت ہو رہی ہے۔ وہ مجھے دیکھتے بڑی آؤ بھگت کے ساتھ پیش آئے۔ زونل چیف صاحب نے مجھے کہا کہ آپ چائے یہاں بیٹھ کر آرام کے ساتھ پیئں۔ میں کچھ ضروری کاغذات پر دستخط کر کے آپ کو ابھی اپنے دفتر میں بلاتا ہوں۔ پھر وہاں کچھ باتیں کریں گے اور پھر آپ کے آرڈر پر دستخط کر دوں گا۔ میں مطمئن ہو کر وہاں بیٹھ گیا۔ چونکہ چائے کی دعوت ختم ہو چکی تھی اور سٹاف ممبر آہستہ آہستہ اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے بینک کا وقت بھی 4 بجے ختم ہو جاتا تھا۔ میں وہاں بیٹھ کر چیف صاحب کا انتظار کرنے لگا میرے دیکھتے دیکھتے سب سٹاف ممبر وہاں سے چلے گئے اور میں اکیلا وہاں بیٹھ کر چیف صاحب کے بلانے کا انتظار کرنے لگا۔ صرف ایک ملازم وہاں رہ گیا جو بار بار چیف صاحب کے لئے کاغذات کبھی نیچے سے آ کر لے جاتا کبھی رکھ جاتا۔ چونکہ چیف صاحب کا دفتر بالائی منزل پر تھا مجھے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ چیف صاحب کیا کام کر رہے ہیں۔ جب وہ ملازم میرے پاس سے گزرتا میں اس کو کہتا کہ چیف صاحب کو بتاؤ کہ میں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔ وہ بار بار مجھے یہی جواب دیتا کہ اس نے چیف صاحب کو بار بار یاد کرایا ہے۔ وقت گزرتا گیا اور شام کے 7 بج گئے۔ خاکسار کی طبیعت میں مختلف قسم کی بے قراری پیدا ہو رہی تھی اسی اثناء میں سامنے والی مسجد سے مؤذن کی مغرب کی اذان لاؤڈ سپیکر سے بلند ہو رہی تھی جسے سن کر میری طبیعت میں ایک عجیب سی خوشی کی لہر دوڑ گئی جوں جوں اذان ہوتی رہی توں توں میری طبیعت میں خوشی کی لہر تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی۔ جب مؤذن نے یہ الفاظ دہرائے حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الصلوٰۃ۔ کہ آؤ نماز کی طرف اس وقت میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بلا رہا ہے کہ آؤ نماز پڑھو اور اس کو یاد کرو۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر جب یہ الفاظ دہرائے گئے حیی علی الفلاح۔ حیی علی الفلاح کہ اگر تم فلاح پانا چاہتے ہو تو آؤ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ جو قادر و توانا ہے۔ جب میں نے یہ الفاظ سنے تو ایک دم وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور میرے دل نے یہ کہا کہ دنیا کو چھوڑ کر اپنے خدا کے آگے جھک جاؤ۔ دیکھو تین گھنٹے متواتر تمہیں بیٹھے ہوئے ہو گئے ہیں اور بار بار باوجود یاددہانی کرانے کے ایک عاجز انسان تمہیں نہیں بلا رہا لیکن خدا تعالیٰ تمہیں بلا رہا ہے چلو نماز پڑھو اور اسی سے ہر مدد طلب کرو۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ تمہارا بھی رازق ہے اور اس عاجز انسان کا بھی جس نے تمہیں تین گھنٹے سے زائد عرصہ تک یہاں بٹھایا ہوا ہے۔ یہ سوچ کر میں وہاں سے نکلا اور ارادہ کیا کہ کبھی زونل آفس نہیں آؤں گا اور نہ ہی زونل چیف کو ملوں گا۔ میں گھر گیا نماز پڑھی اور مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ میں سمجھ گیا اللہ تعالیٰ مجھے اس سے زیادہ بڑے درجہ کا عہدہ دے گا جس کا زونل چیف وعدہ کر کے مکر گیا ہے۔

دوسرے دن میں بینک میں ڈیوٹی پر گیا بینک کا مینیجر اپنی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو گزشتہ شام کا تمام واقعہ شروع سے لے کر آخر تک سنایا۔ وہ تمام واقعہ سن کر کہنے لگا کہ مجھے کل زونل چیف نے فون کر کے مجھے بہت سرزنش کی تھی اور کہا تھا کہ تمہیں معلوم بھی تھا کہ (میرا نام لے کر) وہ قادیانی ہے اور میں کس طرح ایک قادیانی کو بینک کا مینیجر تعینات کر سکتا ہوں اور یہ بھی کہا کہ میں اس قادیانی کو سیکنڈ پوزیشن پر دوسری بڑی برانچ میں بھیجوں گا۔ پھر مینیجر نے واقعہ بتاتے ہوئے کہا کہ جب تم ایک دن پہلے چیف صاحب کو ملے تھے تو اس نے تمہارے متعلق کئی دوسرے لوگوں سے بھی مشورہ کیا تھا کہ اگر وہ تمہیں سٹی برانچ کا مینیجر تعینات کر دے تو ایسا نہ ہو کہ بجائے ترقی کرنے کے کاروبار پر برا اثر پڑے سب نے تمہارے حق میں گواہی دی کہ اس وقت اس سے بڑھ کر کوئی اور آدمی بینک میں اس قابل نہیں کہ وہ بڑی برانچ کا کاروبار چلا سکے اور یہی ایک موزوں آدمی ہے جو بطور مینیجر برانچ کو چلا سکتا ہے لیکن ایک نے کہا ہر بات ٹھیک ہے لیکن وہ قادیانی ہے۔ جب اس نے تمہارے متعلق بتایا کہ وہ قادیانی ہے تو چیف کے چہرے پر غصے کے آثار نظر آئے اور اس نے کہا کہ ایسے ہی تم سب لوگ اس قادیانی کی سفارش کر رہے ہو اور اس کے حق میں باتیں کرتے ہو۔

دو تین دن کے بعد چیف صاحب نے میری تعیناتی دوسری بڑی برانچ میں بطور سیکنڈ آفیسر کر دی۔ جب یہ آرڈر مینیجر دیکھ رہا تھا اسی وقت ڈاک آ گئی مینیجر نے ڈاک کھولنی شروع کی دوسری طرف چیف صاحب نے بھی اپنی ڈاک کھولنی شروع کی۔ ڈاک میں ہیڈ آفس سے میرے آرڈرز آئے کہ فوری طور پر اس کو بینک کے تمام کاغذات روزانہ چیک کرنے کے لئے ریذیڈنٹ آڈیٹر تعینات کر دیا گیا ہے اور یہ کہ فوری طور پر اس کو موجودہ کام سے فارغ کر کے بطور ریذیڈنٹ آڈیٹر چارج سنبھالنے کے لئے کہا جائے۔ ہیڈ آفس کے آرڈرز تھے جو کسی صورت ٹالے نہیں جا سکتے تھے۔ چنانچہ مجھے اپنی موجودہ ڈیوٹی سے فارغ کر کے اس برانچ میں بطور ریذیڈنٹ آڈیٹر کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے کہا گیا۔ میں نے فوری طور پر چارج سنبھال کر ہیڈ آفس کو رپورٹ بھیج دی۔ چنانچہ اسی وقت سے میں ریذیڈنٹ آڈیٹر لگ گیا۔ زونل چیف نے شرمندہ ہو کر میرے آرڈر بطور سیکنڈ آفیسر کینسل کر دیئے۔ اس وقت سے لے کر میں ریٹائر ہونے تک اس عہدہ پر گیارہ سال تک فائز رہا پھر 1998ء میں ریٹائر ہو کر اپنے گھر آ گیا۔ اس دوران میں نے کبھی بھی زونل آفس کی شکل نہیں دیکھی نہ کسی سے ملا صرف اپنا کام کیا اور اپنے کام سے مطلب رکھا۔ وہ زونل چیف صاحب تیس سال سے زائد عرصہ تک یہاں سیالکوٹ میں تعینات رہے تمام سٹاف کو بہت تنگ کرتے رہے۔ کئی سٹاف ممبر اس کی بدنیتی کی وجہ سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے گئے۔ تبدیل ہونے کے بعد زونل چیف کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا سب سے زیادہ مشکل اس کو اس وقت آئی جب اس کی آنکھوں میں موتیا اتر آیا نظر بہت کمزور ہوگئی کام کاج سے عاری ہو گئے۔ گھریلو حالات بہت خراب ہو گئے۔ پنشن میں گزارا کرنا مشکل ہو گیا تمام اولاد بھی اس کی تیز زبان کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئی اب وہ گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ 3 محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

کرتے تو سر جھکا کر ایک طرف بیٹھ جاتے۔ گھنٹوں سجدے میں پڑے رہتے وجود پگھل پگھل کر بہتا رہتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا دل بھی اپنے اس درویش بھائی کی خاطر نہ جانے کس حال میں ہوگا۔ لیکن خلافت کے منصب نے انصاف کے تقاضے پورے کرنا تھے اور خلافت کا یہ پیروکار معافی مانگتا رہا۔ ایسی مثال مسیح موعود کی جماعت کے علاوہ روئے زمین پر کہیں نہیں مل سکتی۔ بالآخر شکایت غلط ثابت ہوئی اور خدا تعالیٰ نے بریت کے سامان کر دیئے۔

2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس بھی قادیان جلسے کے لئے تشریف لائے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ماموں کے سارے بچے بھی اکٹھے موجود تھے ایک دن طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو ایک بچی کو بلا کر کہنے لگے کہ دُعا کرو کہ اگر میرا وقت آ چکا ہے تو ابھی پورا ہو جائے تا کہ حضور میری نمازِ جنازہ پڑھائیں اور تمام بچے شامل ہو سکیں۔ کہتے تھے کہ تمام عمر اکیلا رہا ہوں میری خواہش ہے کہ جب موت آئے تو سارے بچے میرے پاس ہوں۔ ماموں کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش بھی پوری کر دی۔ وفات سے پہلے تمام بچے پہنچ چکے تھے۔

قادیان کی رونق آج کل ہمارے گھر ہے۔ چند ماہ سے ممانی پاکستان آئی ہوئی ہیں۔ اس باہمت اور حوصلہ مند خاتون کو دیکھ کر ہمیں حوصلہ ہوتا ہے۔ خرابی صحت اور عمر زیادہ ہونے کے باوجود زندگی سے قریب تر ہیں۔ کبھی چپکے سے ہماری آنکھ بچا کر گرتے ہوئے آنسوؤں کو سنبھال لیتی ہیں۔ جو اندر گرتے ہوں گے وہ نظر نہیں آتے۔

مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب

مؤرخ احمدیت، مقرر، مناظر مصنف، دانشور، کالم نگار

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی یاد میں

کہا جاتا ہے کہ ایک عالم کی موت ایک لحاظ سے کل عالم کی موت ہوتی ہے۔ یہ بات ایک نافع الناس اور عالم باعمل کے علم وفضل کی افادیت اور اثر ونفوذ کے لحاظ سے اس کے حلقہ فیض کی وسعت کے پیش نظر کہی جاتی ہے۔ مولانا دوست محمد شاہد صاحب بلا مبالغہ ایک ایسی ہی ہفت پہلو نافع شخصیت تھے۔ ان کی ذات میں کئی خوبیاں جمع تھیں۔ وہ ایک مصنف، مورخ، نکتہ آفریں کالم نگار، حاضرین مجلس پر چھا جانے والا خطیب، نیز علمی اور ادبی گفتگو میں ایسا بذلہ سنج کہ جس کے پاس بیٹھنے والا، اپنے دامن قلب ونظر میں کچھ نہ کچھ سمیٹ کر اٹھتا تھا۔ سب جانتے ہیں کہ یہ دنیا مسافر خانہ ہے۔ اپنے اپنے وقت پر سب کو جانا ہے۔ اہل ورع وتقویٰ اور ارباب علم ودانش کے جانے سے پیدا ہونے والے خلا کو کسی نہ کسی رنگ میں سب محسوس کرتے ہیں۔ مولانا کی رحلت سے بہت بڑا خلا پیدا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے بھی پُر کرنے کا سامان فرمائے۔ آمین

مولانا مرحوم کی باغ و بہار شخصیت کے بعض پہلوؤں کے بارے میں چیز تاثرات بغرض دعا پیش خدمت ہیں۔

مؤرخ احمدیت

مولانا مرحوم کا نمایاں اور معروف تعارف ''مؤرخ احمدیت'' کی حیثیت سے تھا۔ حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کی رحلت کے بعد، ان کی شخصیت کو ''تاریخ احمدیت کا ایک باب'' قرار دیا۔ یہ ان کی خدمات جلیلہ کا نہایت خوبصورت اور جامع ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا کو تاریخ احمدیت کی 20 جلدیں مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس میں ان کی پچاس سالہ محنت اور مشقت بلکہ خون پسینہ سب کچھ شامل ہے۔ فارغ التحصیل ہونے کے جلد بعد، حضرت خلیفة المسیح الثانی المصلح الموعود کی نظر انتخاب ان پر پڑی۔ حضور نے جسے چنا وہ نابغۂ روزگار ثابت ہوا۔ جس وقت یہ نازک کام مولانا کے سپرد ہوا۔ خوش قسمتی سے حضرت اقدس کی مبشر اولاد کے افراد اور بہت سے جید رفقاء بقید حیات تھے ان بزرگان سلسلہ اور تاریخ احمدیت کے بہت سے واقعات کے عینی شاہدین کی زندگی میں ہی یہ مواد بروقت مرتب ہوگیا۔ ان بیس جلدوں میں مولانا نے 1960ء تک کے واقعات کو قلمبند کر دیا ہے بلکہ شنید ہے کہ وہ 2003ء تک کے حالات پر مواد مرتب فرما گئے ہیں۔ تاریخ نویسی کوئی آسان کام نہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس میدان میں گرانقدر خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی حیات مقدسہ پر بعض رفقاء اور علماء کی کتابیں موجود ہیں۔ انگریزی میں حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب کی کتاب کی دو جلدیں موجود ہیں۔ بعض اور مختصر کتابچے بھی ہیں۔ مگر جماعت کی مفصل تاریخ مرتب کرنے کا شرف مولانا کو حاصل ہوا ہے۔ مولانا مرحوم نصف صدی کی محنت شاقہ کے بعد مضبوط بنیادیں فراہم کر گئے ہیں۔ آنے والے اس کام کو نئی وسعتوں، پہلوؤں اور منزلوں سے آشنا کرتے رہیں گے۔ مگر اس کام میں جامعیت اور تسلسل کے ساتھ، حصول مقصد میں اولیت کا اعزاز انہیں ہی حاصل رہے گا۔

مصنف، صحافی، دانش ور اور کالم نگار

مورخ کا کام ہی ایک ''فل ٹائم'' مصروفیت ہے۔ مگر انگریزی محاورے کے مطابق مولانا ''توانائی کا ایک بنڈل'' تھے۔ بنیادی طور پر قلم وقرطاس کے شعبے کے آدمی تھے۔ یہی ان کا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔ 1948ء میں وہ جہاد کشمیر کے حوالے سے قائم کی جانے والی ''فرقان بٹالین'' میں بھی شامل ہوئے اور اس طرح وقت کے تقاضوں کے پیش نظر کچھ دیر کے لئے قلم اور سیف یکجا ہو گئے۔ لیکن اس کے بعد اپنی طویل زندگی میں، مولانا نے قلم ہی سے سیف کا کام لیا۔ مولانا بفضل اللہ تعالیٰ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی متعدد تقاریر بھی کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔ کئی بار عندالملاقات انہوں نے اس احقر کو اپنی ان تالیفات کے گرانقدر تحائف سے نوازا۔ اسی طرح امریکہ آنے والے دوستوں کے ذریعے بھی اپنی کتابیں بھجوا کر ممنون فرماتے رہے۔ یہ مولانا کا اظہار حسن ظن، حوصلہ افزائی اور دلداری کا مخصوص انداز تھا۔

مولانا ایک ایسے کہنہ مشق صحافی تھے جو دوسروں کو بھی اس کی ''جاگ'' لگا دینے کا فن جانتے تھے۔ وہ کئی سال تک ماہنامہ ''خالد'' کے ایڈیٹر رہے۔ بعد میں اس عاجز کو بھی اس حیثیت سے خدمت کا موقع ملا۔ اس حوالے سے ہمارا مقام و مرتبہ ایک ''طفل مکتب'' کا تھا۔ ہم انہیں استاد اور راہ نما جانتے اور مانتے تھے لیکن یہ ان کی عظمت کردار تھی کہ چھوٹوں کی حوصلہ افزائی کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ مجھے بھی سیرالیون کے حوالے سے، ارض بلال سے ایک نسبت ہے۔ جب بھی زیارت مرکز کی توفیق ملی، ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا رہا۔ ہمیشہ ''مجاہد افریقہ'' کہہ کر مخاطب فرماتے۔ ایک مرتبہ تو یہ آیت بھی پڑھی۔ ''اللہ نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ذریعہ جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک نمایاں مرتبہ عطا کیا ہے۔'' (سورة النساء آیت:96)

مولانا جیسے ''قائدین'' پر ہم جیسے بیسیوں ''مجاہدین'' نثار!! میں یہی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان پاک بزرگوں کی محبت اور شفقت کے دلربا انداز تھے ع

اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر!

ایک وسیع المطالعہ شخص ہی ایک کامیاب محقق، مصنف، مؤلف، دانشور، صحافی اور قلمکار بن سکتا ہے۔ مطالعہ کی عادت نے مولانا کی اس صلاحیت واستعداد کو چار چاند لگا دئے۔ اس پر مستزاد یہ کہ قدرت نے انہیں غیر معمولی حافظہ کی نعمت بھی ودیعت فرمائی۔ پھر نکتہ آفرینی بھی ہر کسی کا کام نہیں۔ یہ بھی ایک خاص نعمت ہے جو ان کی ذہانت وفطانت سے مل کر دو آتشہ ہوگئی۔ وہ 82 سال کی عمر میں ہم سے وداع ہوئے۔ عمر بھر ان کا قلم متحرک رہا۔ تاریخ احمدیت کی تدوین و تالیف کی ہمہ وقت مصروفیت کے ساتھ ساتھ، ان کی طرف سے الفضل اور دوسرے جماعتی رسائل وجرائد میں مقالات ومضامین اور شذرات کے کلام وغیرہ شائع ہوتے رہتے۔ جیسا کہ الفضل کے ادارہ تحریر کی طرف سے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ مولانا کے کئی کالم ان کے ہاں فائل میں موجود ہیں۔ اور انشاء اللہ حسب موقع شائع ہوتے رہیں گے اور اس طرح وفات کے بعد بھی ان کے رشحات قلم ان کی یاد تازہ رکھیں گے۔ حیرانی ہے ان سب کاموں کے لئے وہ کس طرح وقت نکال لیتے تھے۔ ایسا عبقری، اہل دانش کی نظر سے اوجھل نہیں رہ سکتا۔ ایک بین الاقوامی علمی ادارے ''انٹرنیشنل ببلوگرافیکل'' (کیمبرج یونیورسٹی) نے آپ کو 1992/93ء میں "Man of The Year" قرار دیا یہ مولانا کے علم وفضل کا ایک وقیع ادارے کی طرف سے اعتراف تھا۔

قومی اسمبلی میں پیارے آقا کی رفاقت

دوست جانتے ہیں کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت، جماعت پر 1974ء کا ابتلاء وارد کیا گیا اور پھر اس معاملے کو قومی اسمبلی میں لے جایا گیا۔ حضرت خلیفة المسیح الثالث کو جماعت احمدیہ کا مسلک بیان کرنے کے لئے قومی اسمبلی میں طلب کیا گیا۔ قومی اسمبلی کی ان نشستوں میں اسمبلی کے اراکین مع مولانا صاحبان موجود ہوتے تھے۔ بیان وابلاغ اور سوال و جواب کا یہ سلسلہ 13 دن جاری رہا۔ حضور کی اعانت کے لئے دیگر علماء سلسلہ کے ساتھ مولانا کو بھی اس چار رکنی وفد میں شمولیت کا اعزاز نصیب ہوا۔

دیگر اراکین مولانا کی زندگی میں وفات پا گئے۔ ایک آدھ سال قبل مولانا مرحوم کو MTA پر اس کارروائی کے حوالے سے احوال واقعہ بیان کرنے کی توفیق ملی۔

چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا

مولانا کے وسیع مطالعہ اور غیر معمولی حافظے کا ذکر کر چکا ہوں۔ ان مصروفیات کی بدولت انہیں حوالہ جات کی فراہمی کے میدان میں ایک قابل رشک مقام حاصل ہوا۔ حضرت خلیفة المسیح الرابع نے ایک مرتبہ انہیں ''حوالوں کا بادشاہ'' کہہ کر یاد فرمایا۔ ان کا ذہن جماعت سے تعلق رکھنے والے مضامین، اعتراضات اور موضوعات کے بارے میں معلومات کا خزینہ تھا۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ ان کا وجود ایک چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا تھا۔ اپنے متنوع علمی اور تحقیقی کاموں میں انہماک و استغراق کے باوجود، مولانا حوالہ جات کی شکل میں سائلوں کی نصرت اور راہ نمائی فرماتے رہتے۔ امریکہ میں قیام کے دوران، گزشتہ دس بارہ برس میں، جب بھی خاکسار نے، کسی علمی ضرورت کے پیش نظر، ان سے استفسار کیا، انہوں نے ہمیشہ جواب سے سرفراز فرمایا۔ جب بھی کسی حوالہ کی استدعا کی، وہ بھی عنایت فرمایا۔ ایک مرتبہ خاکسار نے لکھا کہ جوزف برکلے (Joseph Barclay) والی طالمود کی کتاب، تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکی۔ طالمود کے دوسرے آٹھ دس نسخے تو ہیں یہ خاص کتاب نایاب ہے عرض ہے کہ اس کتاب میں مسیح موعود کی ''بادشاہت'' اس کے بیٹے اور پوتے کو منتقل ہونے کے بشارت موجود ہے۔ مولانا نے اس طالمود کا حوالہ بھجوایا بلکہ اس کے ٹائٹل پیج اور اس صفحہ کی فوٹو بھی بھجوائی۔ اس طالمود کو 1878ء میں لندن کے ایک ناشر John Murray نے شائع کیا۔ یہ حوالہ اس کتاب کے صفحہ 37 پر موجود ہے۔

حوالہ جات کی فراہمی کی یہ صرف ایک مثال ہے۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے بعض سوالات کے جواب میں حوالہ جات بھجوائے اور مآخذ ومنابع تک پہنچنے کے لئے راہ نمائی کی۔ میں انشاء اللہ ان کے خطوط اور بھجوائے ہوئے مواد کو ایک فائل میں یکجا کروں گا۔ ان کی اس علمی یادگار سے دعا کی تحریک ہوتی رہے گی تاوقتیکہ ہم خود بھی ان یاران تیز گام کی محمل تک گرتے پڑتے پہنچ جائیں۔

مقرر خطیب اور بذلہ سنج نکتہ داں

مولانا کا تقریر کا بھی ایک خاص انداز تھا۔ مناظرانہ مگر دلآزاری سے پاک، ان کی طبیعت میں مزاح تھا جو ان کی تقریروں میں سرایت کر جاتا۔ انہیں سننے کا پہلا موقع مجھے آج سے تقریباً پچاس سال قبل، طالب علمی کے زمانے میں میسر آیا۔ اس وقت مولانا بھی شباب کی دہلیز پر تھے۔ یہ قصہ ہے تب کا کہ آتش جواں تھا۔ اس وقت مولانا خوبصورت خط کا اہتمام کرتے اور سر پر دستار کی بجائے جناح کیپ سجایا کرتے تھے۔ گول عدسوں والی عینک سے ان کی ذہین آنکھیں چمکتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ ان کی تقریر میں

معلومات، سنجیدگی، دلائل اور پاکیزہ مزاح کا کچھ ایسا دلکش امتزاج تھا کہ اس کے بعد جب بھی اطلاع ملتی کہ مولانا کی تقریر ہے، حاضر ہونے کی کوشش کرتا۔

پھر ہم نے مولانا کو ایک اور روپ میں دیکھا۔ سفید داڑھی، سفید پگڑی، عصا۔ یعنی بزرگانہ وجاہت کی تمام علامات۔ انہوں نے چار خلفائے عظام کا دور پایا۔ حضرت اقدس کے بہت سے رفقاء کی صحبت سے استفادہ کیا اور سلسلہ عالیہ کے جید علماء سے مستفیض ہوئے۔ افسوس کہ یہ باغ و بہار شخصیت بھی مختصر سی علالت کے بعد ہم سے بچھڑ گئی۔ ؎

داغِ فراق صُحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

زندہ دلی، بذلہ سنجی، نکتہ آفرین، حاضر جوابی اور پاکیزہ مزاح نایاب اجناس میں یہ تحائف کسی کسی کو عطا ہوتے ہیں۔ یہ عناصر ایسے حضرات کی گفتگو کو دلچسپ اور جاندار بنا دیتے ہیں۔ ایک دوست نے بتایا کے مولانا نے ساتھ چلتے ہوئے انہیں کہا کہ ہمارے تو دو ہی براعظم ہیں۔ ایک ''خلافت لائبریری'' اور دوسرا ''بیت مبارک''۔ درمیان میں مولانا کا گھر پڑتا تھا۔ اس نے ان کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا کہ حضرت یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ ''برصغیر'' ہے۔ میں نے غور کیا تو اس میں بھی مجھے گہرے مطالب نظر آئے۔ انسان خود ''عالم صغیر'' ہے۔ اگر گھر میں نیک اور غمگسار بی بی ہو تو پھر گھر ''برصغیر'' ہی نہیں جنت نظیر'' بھی ہے۔

2005ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان کی بیت مبارک میں نماز فجر کے بعد انہیں احباب نے گھیر لیا۔ ایک کونے میں یہ ''زاویہ نما'' حلقہ قائم ہوا۔ مولانا سوالات کے جوابات مرحمت فرماتے رہے۔

مولانا کو اپنی زندگی میں مختلف مکاتب فکر اور مسالک سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں ناقدین جماعت اور متلاشیان حق سے مذہبی اور علمی گفتگو کے مواقع ملے۔ ان کے ذہن میں ان تجربات ومباحثات کی دلچسپ تفاصیل محفوظ تھیں۔ جب بھی ان سے ملاقات ہوتی یہ دریچے بھی وا ہو جاتے اور ان کے برجستہ اور مسکت جوابات اور لطیف علمی نکات سے مستفید ہونے کا موقع ملتا۔ مجھے بعض ایسے نکات یاد تو ہیں مگر انہیں درج کرنے سے مضمون اور لمبا ہو جائے گا۔ اے کاش وہ اس قسم کے تبادلہ خیال کو اپنی ڈائریوں میں محفوظ کر پائے ہوں۔ انہیں یکجا کر کے ایک نئی ''پاکٹ بک'' مرتب کی جاسکتی ہے۔

آخر میں مولانا کی ذاتی لائبریری کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ان کی ''کتاب'' سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دسمبر 2006ء میں مولانا سے ملاقات کا موقع ملا یہ ملاقات آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ وہ مجھے ''سلطان لائبریری'' دکھانے کے لئے ساتھ لے گئے۔ وہاں جا کر مجھے یہ خیال گزرا کہ مولانا نے یہ لائبریری اپنے صاحبزادے ڈاکٹر سلطان احمد کے نام سے معنون کی ہے مگر دوران گفتگو خود ہی وضاحت کر دی کہ انہوں نے ''سلطان کا لفظ قرآن مجید سے اخذ کیا ہے جس کا مطلب ''دلیل'' ہے اور کسی قدر جلال میں کہا کہ احمدیت کی صداقت کو ثابت کرنے والی دلیل جس کا مرکز ومہبط اور محور قرآن مجید ہے۔

جن دوستوں کو اس لائبریری کو دیکھنے کا موقع ملا ہے وہ جانتے ہیں اس میں کئی ہزار کتابیں موجود ہیں۔ مولانا نے اس طرح ایک لائبریری قائم کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کسی تقریب میں فرمایا کہ احمدیت قبول کرنے والوں نے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے ذاتی لائبریریاں قائم کیں۔ مثلاً محترم مہاشہ فضل حسین صاحب، محترم گیانی عباداللہ صاحب، محترم گیانی واحد حسین صاحب نے ایسی لائبریریاں قائم کیں مگر علماء کو اس کام کی توفیق نہیں ملی۔ مولانا نے بتایا کہ حضور کے یہ ریمارکس مہمیز کا کام کر گئے اور کتابیں خریدنے اور جمع کرنے کے شوق نے انہیں ہمیشہ بےچین رکھا۔ انہیں کئی بار یورپ، بلاد عربیہ، بھارت اور بنگلہ دیش جانے کا موقع ملا۔ ہر بار ان ممالک سے وہ نوادر تحائف کی بجائے کتابیں ہی لے کر آئے۔

مولانا نے مزید بتایا کہ ضرورت کی تمام کتابیں اور اخبارات و جرائد کے فائل سلطان لائبریری میں موجود ہیں۔ تعطیل کی وجہ سے خلافت لائبریری کے بند ہونے کے باوجود، انہیں حسب ضرورت حوالہ جات کے حصول اور فراہمی میں کوئی دقت پیش نہیں آتی اور ان کی ایسی تمام ہنگامی ضروریات ان کی ذاتی لائبریری سے پوری ہوتی رہتی ہیں۔ تحدیث نعمت کے رنگ میں مولانا نے یہ بھی بتایا کہ کئی علماء ان کی لائبریری میں تشریف لا چکے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی منصب خلافت پر متمکن ہونے سے قبل وہاں قدم رنجہ فرما چکے ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ مولا کریم اپنے فضل وکرم سے ان کی خدمات کو شرف قبول سے نوازے اور ان کی دائمی مفارقت سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر فرمائے اور ان کی استعدادوں، صلاحیتوں، خوبیوں اور جذبۂ خدمت سے سرشار خدام سلسلہ ہمیشہ جماعت کو نسلاً بعد نسلٍ میسر آتے رہیں۔ آمین

نہایت کامیاب زندگی گزارنے پر انگریزی میں ازہ راہ تحسین کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے بڑی اچھی اننگز کھیلی۔ ہمیں کرکٹ سے کوئی مناسبت نہیں اور نہ ہی اس کھیل کی شُد بُد ہے مگر آج کہیں گے کہ مولانا آپ نے بڑی اچھی اننگز کھیلی۔ چوکے اور چھکے لگائے۔ سنچریاں بنائیں۔ وکٹوں کے ڈھیر لگا دئے۔ بڑے بڑے جغادریوں کو آؤٹ کیا۔ حتیٰ کہ ایمپائر بھی حیران رہ گئے۔ آپ کو حزیں دل کے ساتھ رخصت کرتے ہیں۔ جایئے اپنے رب کی جنتوں میں بسیرا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پیاروں اور چاہنے والوں کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو اور آپ کے مرغوب کام اسی گھن گرج اور آب و تاب سے جاری رہیں۔ آمین۔ مدتوں دامن قلب ونظر میں آپ کی یادوں کے پھول کھلتے رہیں گے۔ ع

رفتید ولے از نہ دلِ ما

غزل

مضطرب، بے کل، سراپا جستجو، بکھرا ہوا
ڈھونڈتا پھرتا ہوں تجھ کو کُو بکُو بکھرا ہوا

روز اک امید کی تازہ کرن کے شوق میں
روز ہوتا ہوں کسی کے رو برو بکھرا ہوا

امتحاں در امتحاں در امتحاں
ہر قدم پر منتظر اک فتنہ خُو بکھرا ہوا

گردشِ ایام میں اُلجھا ہوا ہوں اس قدر
دیکھتا ہوں دُور سے جام و سبو بکھرا ہوا

پوچھیے مت مشغلہ کیا ہے مریضِ ہجر کا
دامنِ صد چاک کرتا ہے رفو بکھرا ہوا

جاگتی آنکھوں سے شب بھر دیکھتا رہتا ہوں خواب
پا بجولاں میں اسیرِ آرزو، بکھرا ہوا

ہے پسِ اشکِ رواں وہ جذبۂ عشق و وفا
اک خزانہ جیسے زیرِ آبِ جُو بکھرا ہوا

کس قدر پُر کیف ہے اک موجۂ بادِ صبا
یار کی زلفوں سے ہو کر مُشکبو، بکھرا ہوا

ایک عالم گوش بر آواز سنتا ہے مجھے
وَجد میں آ کر کروں جب گفتگو بکھرا ہوا

پھر دل بے تاب میں یوسفؔ کوئی طوفان ہے
آئینے میں دیکھتا ہوں عکسِ رُو بکھرا ہوا

راجہ محمد یوسف

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم یونس علی آصف صاحب مربی ضلع بدین تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی چچازاد بہن مکرمہ زیب النساء صاحبہ اہلیہ مکرم جاوید احمد صاحب محمود آباد فارم ضلع عمرکوٹ کے بیٹے احتشام جاوید نے تین سال دس ماہ کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ مورخہ 8 جنوری 2010ء کو اس کی تقریب آمین منعقد کی گئی، مکرم شفیع محمد میمن صاحب مربی سلسلہ محمود آباد ضلع عمرکوٹ نے بچے سے قرآن کریم کے کچھ حصے سنے اور دعا کروائی، احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کے سینہ کو قرآنی علوم سے منور کرے اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

تاریخ خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ اپنے سابقہ ریکارڈ کو ترتیب دے رہی ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی تصویری، تحریری یا زبانی ریکارڈ ہو تو براہ کرم 0333-6706883 یا دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ میں مہیا فرما کر ممنون فرمائیں۔ تصویری اور تحریری ریکارڈ کی نقول کے بعد تمام مواد متعلقہ افراد کو بحفاظت واپس کردیا جائے گا۔ خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ اس تعاون پر آپ کی بے حد ممنون ہوگی۔ (مہتمم مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ)

اعزاز

مکرم چوہدری اظہر مسعود صاحب نیوز ایجنٹ محلّہ دارالنصر غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی نمودِ سحر نے علمی ریلی لجنہ اماء اللہ پاکستان 2010ء میں مقابلہ حفظ قرآن میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ نمود سحر حضرت چوہدری عبدالعزیز پٹواری صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم عثمان صاحب ابن مکرم منیر مسعود صاحب بیمار ہیں اور کمر میں درد رہتا ہے احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم محمد حفیظ قریشی صاحب ہیڈ کلرک دفتر دارالذکر لاہور کی اہلیہ محترمہ بلقیس اختر صاحبہ شدید بیمار ہیں چل پھر نہیں سکتی۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں۔ کمر میں شدید درد رہتا ہے اٹھ کر چل پھر نہیں سکتے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم چوہدری محمد اقبال گورایا صاحب سیکرٹری تربیت نومبائعین حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے چھوٹے بھائی مکرم چوہدری امانت علی صاحب شدید بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم عبدالمنان صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم مسعود احمد خورشید صاحب امریکہ تحریر کرتے ہیں کہ محترمہ امینہ عنایت صاحبہ بنت حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری رفیق حضرت مسیح موعود کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ صحت بہتری کی طرف مائل ہے۔

مکرمہ امۃ السلام صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد صاحب امریکہ بیمار ہیں صحت بہت کمزور ہے۔ آپ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کی نواسی ہیں۔

مکرم حمید انور صاحب لندن میں علیل رہتے ہیں آپ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب کے پوتے ہیں۔

مکرمہ آنسہ تنویر صاحبہ بنت مکرم عبدالحی صاحب مرحوم آف کراچی بیمار چلی آرہی ہے۔

نیز خاکسار بھی آنکھوں اور دوسرے عوارض میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت سے سب کی کامل وعاجل شفایابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

مکرم میاں محمود احمد صاحب مرحوم سابق سیکرٹری وقف جدید حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی اہلیہ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ مقیم یو۔کے بعمر 67 سال بعارضہ کینسر مورخہ 22 فروری 2010ء کو وفات پا گئیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مورخہ 25 فروری 2010ء کو قبل نماز ظہر بیت الفضل لندن میں نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد احمدیہ قبرستان لندن میں تدفین ہوئی اور دعا کروائی گئی۔ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں دونوں کا طویل عرصہ قیام رہا۔ محترم میاں محمود احمد صاحب مرحوم ایک محنتی سیکرٹری وقف جدید حلقہ اور محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ لجنہ کا کام کرتی رہیں۔ آپ حضرت عبداللہ سنوری صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے تھیں۔ آپ نہایت نیک، دعاگو، مہمان نواز اور خلافت سے خاص لگاؤ رکھنے والی تھیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب انچارج جلسہ سالانہ یو۔کے اور انچارج جائیداد و تعمیرات کی نسبتی بہن تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم ہمایوں بشیر صاحب لندن، مکرم حماد بشیر صاحب لندن، مکرم حسن بشیر صاحب لندن، کئی پوتیاں اور پوتے یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم شفیق احمد لطیف صاحب کارکن دفتر روزنامہ الفضل لکھتے ہیں۔

خاکسار کی پھوپھی محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرزاق صاحب کرونڈی حال کوارٹرز دفتر مجلس انصاراللہ پاکستان ربوہ مورخہ 15 مارچ 2010ء کو چند دن بیمار رہ کر بعمر 70 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ اگلے روز بیت المہدی گولبازار میں بعد نماز ظہر محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے پڑھائی۔ عام قبرستان میں تدفین کے موقع پر محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے دعا کروائی۔ آپ نے پسماندگان میں مکرم ناصر احمد شاد صاحب کارکن دفتر مجلس انصاراللہ پاکستان، مکرم طاہر احمد صاحب شیراز لائیٹ اینڈ الیکٹرک سروس گولبازار ربوہ، مکرم مبارک احمد صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ اور ایک بیٹی مکرمہ ثمینہ مسعود صاحبہ اہلیہ مکرم مسعود احمد عباسی صاحب شاہ تاج ٹیکسٹائل ملز بھائی پھیرو ضلع قصور چھ پوتے، دو پوتیاں، ایک نواسہ اور دو نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم محمد شریف صاحب جرمنی، مکرم عبداللطیف صاحب ربوہ، مکرم محمد حنیف صاحب جرمنی، مکرم محمد صدیق صاحب ربوہ اور مکرم محمد اکرم عزیز صاحب کارکن دفتر جلسہ سالانہ ربوہ کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ بڑی نیک، صابرہ شاکرہ اور بلند حوصلہ کی مالک تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور درجات بلند فرمائے نیز لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم مظفر احمد طاہر صاحب رحمٰن کالونی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم حاجی اللہ رکھا صاحب آف ڈگری گھمناں ضلع سیالکوٹ مختصر علالت کے بعد مورخہ 20 فروری 2010ء کو بعمر 65 سال وفات پا گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں مورخہ 21 فروری کو احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم چوہدری عبدالرشید اٹھوال صاحب صدر محلّہ رحمٰن کالونی ربوہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ خدا کے فضل سے پابند صوم وصلوٰۃ، دعاگو، مہمان نواز، باہمت اور صابر و شاکر خاتون تھیں۔ خلافت سے غیر معمولی محبت اور خدمت سلسلہ کی خاص لگن رکھتی تھیں۔ 5 سال صدر لجنہ رہیں۔ قرآن کریم سے بہت عشق تھا یہی وجہ ہے کہ بچوں اور بچیوں کو قرآن پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے شوہر کے علاوہ دو بیٹے خاکسار اور مظہر احمد صاحب شارجہ جبکہ دو بیٹیاں مکرمہ قیصرہ ناز صاحبہ ڈگری گھمناں اور مکرمہ امۃ الرافع صاحبہ اہلیہ مکرم کاشف احمد صاحب لندن سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کے ساتھ ساتھ مرحومہ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

ماہر تعلیم ۔ پروفیسر حمید احمد خان صاحب

معلم، محقق، یکم نومبر 1903ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولوی سراج الدین احمد اخبار ''زمیندار'' کے بانی تھے۔ آپ مولوی ظفر علی خان، پروفیسر محمود احمد خان اور مولانا حامد علی خان کے چھوٹے بھائی تھے۔ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے بی اے اور 1929ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں شاعر ورڈزورتھ پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ وطن واپس آنے پر اسلامیہ کالج لاہور میں انگریزی کے لیکچرار، پروفیسر اور پرنسپل کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ پانچ سال تک پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔ 1979ء میں مرکزی اردو بورڈ کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ انہوں نے متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ تحقیق کا خاص میدان شاعر غالب تھا۔ یونیسکو کی دعوت پر یونان، ترکی، انگلستان اور امریکہ کا دورہ کیا۔ 22 مارچ 1974ء کو لاہور میں وفات پائی۔

زخم پوڈر

کسی چوٹ رگڑ یا تیز اوزار لگ جانے سے بہتے خون کو بند کرنے کی فوری دوا (بفضل خدا) اور زخم بھی جلد مندمل کرتا ہے۔ کتا کاٹے کے زخم کیلئے بھی مفید۔ قیمت -/20 روپے طبیبوں کو رعایت **بھٹی ہومیو پیتھک کلینک**

رحمت بازار ربوہ رابطہ: 0333-6568240

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

31 مارچ 2010ء

12-30 am	عربی سروس
1-35 am	ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
2-10 am	چلڈرن کلاس
3-00 am	اجتماع مجلس نصاراللہ یوکے
3-55 am	انتخاب سخن
5-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-30 am	تلاوت
5-40 am	یسرنا القرآن
6-15 am	لقاء مع العرب
7-20 am	عربی سیکھئے
8-00 am	ایم۔ ٹی۔ اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-30 am	سوال وجواب
9-35 am	سپاٹ لائیٹ
10-05 am	اجتماع مجلس انصاراللہ یوکے
11-05 am	تلاوت اور درس حدیث
11-25 am	آئل پینٹنگ
12-00 pm	گلشن وقف نو
1-00 pm	تربیتی کلاس خدام الاحمدیہ پاکستان
1-25 pm	سوال وجواب
2-25 pm	انڈونیشین سروس
3-25 pm	سواحیلی سروس
4-35 pm	تلاوت
4-45 pm	یسرناالقرآن
5-00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 1986ء
5-55 pm	بنگلہ پروگرام
6-55 pm	جلسہ سالانہ یو۔کے 2007ء
8-00 pm	گلشن وقف نو (ناصرات) کلاس
8-55 pm	خبرنامہ
9-10 pm	آئل پینٹنگ
9-40 pm	یسرناالقرآن
9-55 pm	سوال وجواب
11-00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی
11-30 pm	عربی سروس

ربوہ میں طلوع وغروب 22۔مارچ

طلوع فجر	4:44
طلوع آفتاب	6:08
زوال آفتاب	12:16
غروب آفتاب	6:23

درخواست دعا

مکرم مبارک احمد شاہد صاحب کارکن نظامت جائیداد صدر انجمن احمدیہ تحریر کرتے ہیں۔ خاکسار کی والدہ محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر محمد انور صاحب مرحوم بیمار ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

تعطیل

مورخہ 23 مارچ 2010ء کو قومی تعطیل کی وجہ سے روزنامہ الفضل شائع نہ ہوگا خریداران و ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

مردوں اور عورتوں کے تمام پوشیدہ امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ شفاء خدا دیتا ہے۔

ناصر ہومیو کلینک اینڈ سٹور

کالج روڈ ربوہ بالمقابل جدید پریس ربوہ

0300-7713148

ضرورت برائے کلرک

ہمیں اپنے ادارہ کے لئے ایک کلرک کی معقول اجرت پر ضرورت ہے۔ ریٹائرڈ فوجی کو ترجیح دی جائے گی

فرینڈز اسٹیٹ ایجنسی

احمد مارکیٹ مین فیکٹری ایریا روڈ ربوہ

برائے رابطہ: 0333-9792738

FD-10